© rasailojaraid.com

انا بشر اذا امرتکم بشیٔ من دینکم فخذوا به، واذا امرتکم بشیٔ من رائی فانما انا بشر) ’’میں ایک انسان ہوں، جب میں تمہیں دین سے متعلق حکم کروں تو حتی الامکان اس پر عمل پیرا ہو جاؤ، اور جب میں تمہاری دنیا سے متعلق اپنی رائے سے کچھ کہوں تو میں انسان ہی ہوں۔‘‘ (مسلم: الفضائل، باب وجوب ماقاله شرعا دون ما ذكره ﷺ من معايش الدنيا على سبيل الرای حدیث ۱۳۹) ایک اور روایت میں ہے (**انتم اعلم بأمر دنیاکم**) ’’تم دنیاوی معاملات میں زیادہ جاننے والے ہو۔‘‘ (مسلم: حدیث ۱۴۱)

علماء فرماتے ہیں کہ یہاں (رأیی) سے امورِ دنیا اور معاشِ زندگی سے متعلقہ رائے مراد ہے، جسے بطور قانون وشریعت آپ ﷺ نے بیان نہیں فرمایا ہو۔ جہاں تک آپ ﷺ کے اجتہاد وتشریع کا تعلق ہے، اس پر عمل کرنا بالکل ضروری ہے۔ کھجوروں کی پیوند کاری کا تعلق اس مؤخر الذکر نوع سے نہیں تھا۔ (حاشیه صحیح مسلم)

تحویل قبلہ کے موقع پر مسجد قباء اور مسجد بنی سلمۃ (قبلتین) میں صحابہ کرام ؓ عصر اور فجر کی نماز میں مصروف ہیں، جونہی خبر دینے والے نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی طرف منہ کیا ہے، نماز ہی میں کعبہ کی طرف رخ کر گئے۔ ان دونوں مسجدوں کے در و دیوار آج بھی اس کے گواہ ہیں۔☆ **﴿وما جعلنا القبلة التي كنت عليها الا لنعلم من يتبع الرسول ممن ينقلب على عقبيه وان كانت لكبيرة الا على الذين هدى الله وما كان الله ليضيع ايمانكم ان الله بالناس لرء وف رحيم ۞﴾** (البقرة: ۱۴۳) **﴿قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونی يحببكم الله﴾** (آل عمران: ۳۱) جیسی آیات واحکام کے اولین نقوش بھی تھے۔ رضی اللہ عنھم وارضاھم

امام شافعیؒ اسی لیے فرماتے ہیں (**ولا اعلم من الصحابة ولا من التابعين احدا اخبر عن رسول الله ﷺ الا قبل خبره وانتهى اليه واثبت ذلك سنة**) ’’میں کسی ایسے صحابی اور تابعی کو نہیں جانتا جسے نبی ﷺ کی طرف سے کوئی حکم یا واقعہ سنایا گیا ہو، مگر انہوں نے اسے سرمہ چشم وحرزِ جان بنا لیا اور اسے سنت ودستور قرار دیا۔‘‘ (**جلال الدين السيوطی: مفتاح الجنة فی الاحتجاج بالسنة، اجماع الصحابة على قبول خبر من اخذ بحديث عن رسول الله ص: ۳۴**)

یہ چند اجتماعی واقعات ہیں۔ انفرادی واقعات صحابہ کرام ؓ کے حالاتِ مبارکہ میں ذکر کیے جائیں گے۔ (جاری ہے)

☆ مسجد قبلتین میں محراب کے مدمقابل شمالی جانب محراب نما شکل میں تحویل قبلہ کی آیت کریمہ درج تھی۔ بعد میں مشاہدہ کیا گیا کہ بعض احمق اہل بدعت وہاں جا کر منسوخ شدہ قبلے کی جانب بھی [illegible] ھتے تھے، اس لیے اس علامت کو بھی ختم کرنا پڑا۔

(عبدالوہاب خان)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سوانح فقہائے امت   قسط:2

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

أبو محمد عبدالوهّاب خان

اتباعِ سنت سے متعلق امام صاحب کی ہدایات: امام اہلِ سنت ابوحنیفہؒ بھی دیگر ائمۂ اہلِ سنت کی طرح محبت نبوی کے پاکیزہ جذبات سے سرشار تھے اور اسی محبت کے شرعی تقاضوں کو پورا کرنے کی خاطر علمی وعملی میدانوں میں امکانی حد تک سنت مطہرہ کو متاعِ جاں بناتے اور اہلِ اسلام کو بھی ہر ممکن انداز میں اتباعِ سنت کی تلقین فرماتے تھے۔

اس بارے میں آپؒ سے منقول درج ذیل اقوال مشہور ہیں:

[۱] ''إذا صح الحديث فهو مذهبی'' یعنی جو بھی حدیث صحیح سند سے ثابت ہو، وہی میرا مذہب ہے۔[حاشیة ابن عابدين على البحر الرائق ۱/۶۳، رسم المفتی من مجموع رسائل ابن عابدين ۱/۴، ايقاظ الهمم لصالح الفلانی ص:۶۲]

[۲] ''لا يحل لأحد أن يأخذ بقولنا ما لم يعلم من أين أخذناه'' یعنی کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ میرے قول کو اختیار کرے، جب تک اسے علم نہ ہو کہ میں نے یہ قول کہاں سے اخذ کیا ہے۔

بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں: ''حرام علىٰ من لم يعرف دليلی أن يفتی بكلامی، فإننا بشر نقول اليوم القول ونرجع عنه غداً'' یعنی میری دلیل معلوم کیے بغیر کسی کے لیے میرے قول کو حجتِ شرعی قرار دینا حرام ہے، کیونکہ ہم بھی انسان ہیں۔ آج ایک فتویٰ صادر کر دیتے ہیں اور کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں۔[ابن عابدين ۶/۲۹۳، رسم المفتی ص:۲۹، ۳۲، ايقاظ الهمم ص:۶۲، الانتقاء لابن عبدالبر ص:۱۴۵، اعلام الموقعين ۲/۳۰۹، رسم المفتی ص:۲۹، الميزان للشعرانی ۱/۵۵]

[۳] (ويحك يا يعقوب! لا تكتب كل ما تسمع منی فإنی أرى الرأی اليوم وأتركه غداً وأرى الرأی غداً و أتركه بعد غد) ''ابو یوسف تیری خیر ہو جو کچھ تم مجھ سے سنتے ہو لکھا نہ کرو، کیونکہ میں آج ایک فتویٰ دیتا ہوں اور کل کلاں اس سے رجوع کر لیتا ہوں اور کل ایک فتویٰ دیتا ہوں اور پرسوں اس سے دست بردار ہو جاتا ہوں۔''[تاريخ بغداد ۱۳/۴۰۲]

[۴] ''إذا قلت قولاً يخالف كتاب الله و خبر الرسول ﷺ فاتركوا قولی'' یعنی جب کبھی میرا فتویٰ قرآن مجید یا حدیث شریف سے مطابقت نہ رکھتا ہو تو میرے قول کو چھوڑ دینا۔[ايقاظ الهمم ص:۵۰، الميزان ۱/۲۶]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

[۵] ''قولنا هذا رأى ،وهو أحسن ما قدرنا عليه ،فمن جاء بأحسن من قولنا فهو أولىٰ بالصواب منا'' یعنی میرا یہ فتویٰ ایک رائے ہے، اور یہ ہماری بساط کے مطابق سب سے بہتر رائے ہے۔ اب کوئی ہمارے ہاں اس سے بہتر فتویٰ لے آئے تو وہ ہم سے زیادہ درستی کا حقدار ہے۔[تاریخ بغداد ۱۳/۳۵۲]

[۶] جب کوئی مسئلہ کتاب وسنت میں نہ ملے تو مجھے جس صحابیؓ کا قول پسند آئے لے لیتا ہوں اور جسے چاہوں چھوڑ دیتا ہوں، ان کے اقوال کو چھوڑ کر کسی دوسرے کا قول نہیں لیتا۔ جب نوبت تابعین تک پہنچے تو ان کی طرح اجتہاد کرنا میرا بھی حق ہے۔[حیات امام ابو حنیفہ ص: ۱۹۲ بحوالہ :الانتقاء ص:۱۴۳]

امام صاحبؒ کی ان مخلصانہ و عالمانہ تاکیدی نصیحتوں پر آپؒ کے شاگردانِ رشیدؒ حسب استطاعت عمل پیرا رہے۔ اور وہ اتباعِ سنت کے مخلصانہ ارادے کے تحت آپؒ کے علاوہ دیگر ہم عصر محدثینؒ وفقہاءؒ سے بھی علم حاصل کرتے رہے۔ اور جب کبھی انہوں نے کسی اور امام ومحدث کے فتوے کو امام صاحبؒ کے فتوے کی نسبت کتاب الٰہی اور سنت نبویہ کے زیادہ قریب پایا تو ان فتووں کو قبول کرنے میں کوئی پس وپیش نہیں کی۔ چنانچہ فقہ حنفی کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ قاضی ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسن شیبانیؒ اور امام زفر بن ھذیلؒ وغیرہ نے بہت سے مسائل میں حضرت امام ابوحنیفہؒ سے اختلاف کیا ہے۔

متأخر علمائے کرام میں سے بھی بعض جلیل القدر ہستیوں نے امام ابوحنیفہؒ کے مذکورہ بالا فرامین پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کتاب الٰہی وسنت نبوی سے براہِ راست استفادہ کیا، جس کے نتیجے میں انہوں نے متعدد مسائل میں آپؒ کی طرف منسوب اقوال پر دیگر اہل علم کے اقوال کو ترجیح دی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ کی تحریروں میں اس اختلاف کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں۔ ﴿ذٰلک فضل اللّٰه يؤتيه من يشآء﴾

امام صاحبؒ کے اوصاف وکمالات:

آپؒ کی سیرت وکردار انتہائی خلوص، للّٰہیت، تقویٰ اور خوش خلقی جیسے اعلیٰ اوصاف سے مزین تھی۔ اتنے بڑے مرتبے پر فائز ہونے کی وجہ سے آپؒ کی وسعتِ ظرفی کا یہ عالم تھا کہ ہر مسلمان کے لیے آپؒ کا دل خلوص اور خیر خواہی سے معمور رہتا تھا۔ نیز آپؒ انتہائی تند وتیز تنقید کا بھی خندہ پیشانی سے سامنا کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ اس بارے میں چند شواہد پیش خدمت ہیں:

(۱) آپؒ فرمایا کرتے تھے: ''الٰہی! اگر کسی کا دل ہم سے تنگ ہو جائے تو مضائقہ نہیں، ہمارے دل اس کے لیے بڑے فراخ ہیں۔''[تاریخ بغداد ۱۳/۳۵۲]

(۲) ایک حریف نے آپؒ سے کہا: ''اے بدعتی!، اے زندیق!'' (نعوذ باللہ) آپؒ نے ارشاد فرمایا: '' اللہ تجھے معاف فرمائے، میں ایسا شخص نہیں ہوں۔ میں نے جب سے اللہ پاک کو پہچان لیا' کسی کو اس کا شریک نہیں بنایا ہے ، میں صرف اسی کے عفو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور مغفرت کی آس لگائے رہتا ہوں، مجھ پر فقط اسی کے عذاب کا خوف مسلط رہتا ہے۔ یہ فرما کر آپؒ کی ہچکی بندھ گئی۔ یہ حالت دیکھ کر اس نے معافی مانگی۔ آپؒ نے فرمایا: ''اگر کوئی ناواقف غلطی سے مجھے کچھ کہہ دے تو میں بالکل معاف کر دیتا ہوں اور اگر کوئی واقفِ حال ایسا اقدام کر بیٹھے تو اسے اپنے کرتوت پر نقصان اٹھانا پڑے گا، کیونکہ علمائے دین کی غیبت کے اثرات و نتائج انتہائی دیرپا اور مؤثر ہوتے ہیں۔'' [الخیرات الحسان ص: ٤٠]

مقصد یہ ہے کہ جو شخص کسی عالمِ دین کو معاشرے میں بدنام کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ دراصل اس عالم کے علم اور دعوت و تبلیغ کو پھیلنے اور لوگوں کو حق بات قبول کرنے سے روکنے کی ذلیل کوشش کرتا ہے، جو قابل معافی نہیں ہے۔

(۳) ایک دفعہ کسی نے آپؒ سے کہا: ''تم اللہ کے پیغمبر ﷺ کی مخالفت کرتے ہو!؟!'' آپؒ نے فرمایا: ''جو بھی شخص رسول اکرم ﷺ کی مخالفت کرے اس پر اللہ پاک کی لعنت پڑے، اسی ہستیِ اقدس و مقدس ﷺ کے ذریعے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت عطا فرمائی، اور انہی کے طفیل ہمیں (گمراہیوں میں بھٹکنے سے) بچالیا ہے۔'' [الانتقاء لابن عبدالبرؒ ص: ١٤٠]

(۴) ضحاک بن قیس خارجی نے آپؒ سے کہا: توبہ کرو کیونکہ آپ نے دو فیصلہ کنندگان (عمرو بن العاص ؓ اور ابوموسیٰ اشعری ؓ) کو تسلیم کر لیا ہے۔ آپؒ نے جواب دیا: تم مجھ سے مناظرہ کرو گے یا مجھے قتل کرو گے؟ وہ بولا: مناظرہ کروں گا۔ آپؒ نے فرمایا: ''اگر باہم اختلاف ہوا تو فیصلہ کون کرے گا؟'' اس نے کہا: ''جسے چاہیں ثالث بنالیں۔'' آپؒ نے ضحاک ہی کے ایک ساتھی کو ثالث نامزد کیا، پھر فرمایا: ''کیا تم اس صورت کو پسند کرتے ہو؟'' وہ بولا: ''جی ہاں۔'' آپؒ نے فرمایا: ''تم نے خود ہی تحکیم (لوگوں سے فیصلہ لینے) کے جواز کا فیصلہ کر دیا ہے۔''!!

(۵) کوفہ کا ایک بدبخت سبائی حضرت عثمان ؓ کو (نعوذ باللہ) یہودی کہتا تھا۔ امام صاحبؒ کو پتہ چلا تو اس کے پاس آئے اور فرمایا: ''میں تمہاری لڑکی کا رشتہ مانگنے آیا ہوں۔ لڑکا حافظِ قرآن ہے۔ بہت شریف، دولت مند، سخی، عبادت گزار اور خوفِ الٰہی سے رونے والا ہے۔'' اس نے کہا: مجھے منظور ہے۔ آپؒ نے فرمایا: ''البتہ ایک بات ہے کہ وہ یہودی ہے۔'' اس نے حیرت اور غصے کے عالم میں کہا: ''سبحان اللہ! آپ مجھے ایک یہودی کو داماد بنانے کے لیے کہتے ہیں؟!'' آپؒ نے فرمایا: ''تو کیا ہمارے نبی اکرم ﷺ نے اپنی دو بیٹیاں یہودی کو دی تھیں؟!!'' [حیات امام ابو حنیفہ ص: ١١٣]

یہ تھا امام صاحبؒ کے اوصاف و کمالات میں سے مشتِ نمونہ از خروار، ان حکایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ میں استقلالِ فکر و خیال، دقتِ نظر، حاضر دماغی، رعب و دبدبہ اور جذبۂ اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ

صحابہ کرام ؓ سے ملاقات:

ابن حجرؒ کہتے ہیں: آپؒ نے خادمِ نبوی حضرت انس بن مالک ؓ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ [تہذیب

© rasailojaraid.com